مولانا محمد حسین فیروز پوریؒ

احمد حسین اتحادی، عبدالحکیم

مولانا محمد حسین فیروز پوریؒ بے لوث، صاف گو، انسان دوست، ملنسار اور اخلاق حسنہ کے پیکر تھے ان کو مرحوم لکھتے ہوئے دل نہیں مان رہا، لیکن دل کی کون سنتا ہے؟ جو حقیقت ہے اس پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے۔ کل نفس ذائقة الموت اور کل من علیها فان، خدائی فیصلے ہیں جن سے انحراف کسی بھی صورت ممکن نہیں۔ یہ دنیا فانی ہے یہاں جو بھی آیا اسے جانا بھی ہے اور یہ سلسلہ ابتداء آدم سے جاری ہے اور تاحشر جاری رہنا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں لیکن کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی مختصر زندگی میں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں اور ایسے باکمال کام سرانجام دے جاتے ہیں۔ جو ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں ان کے اٹھ جانے سے وہ خلاء پیدا ہو جاتا ہے جس کا پُر ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے غالباً ایسی ہی نادر روزگار شخصیات کے بارے میں کہا گیا ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسے خوش نصیبوں میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے جنہیں مرحوم لکھتے ہوئے دل رنجیدہ اور قلم سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، جماعت اہلحدیث میں تو آپکا ایک خاص مقام تھا آپ نے علمی وطبی میدان میں ہی نہیں بلکہ ملکی سیاست میں بھی قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور آپ کی خدمات کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ قرآن و سنت کی تبلیغ واشاعت ان کی اولین ترجیح ہوتی تھی۔

یہ دنیا فانی ہے یہاں جو بھی آیا اسے جانا بھی ہے اور یہ سلسلہ ابتداء آدم سے جاری ہے اور تاحشر جاری رہنا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں لیکن کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی مختصر زندگی میں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں اور ایسے باکمال کام سرانجام دے جاتے ہیں۔ جو ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں ان کے اٹھ جانے سے وہ خلاء پیدا ہو جاتا ہے جس کا پر ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے

علامہ اقبال نے اپنے دو شعروں میں مرد مومن کی جو تصویر کھینچی ہے وہ آپ پر حرف بہ حرف صادق آتی ہے:

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگاہ دل نواز
نرم دل گفتگو، گرم دل جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل پاکباز

آپ بڑی جامع شخصیت کے مالک تھے جس کا مکمل احاطہ کرنا بیحد مشکل ہے۔ ذیل کی سطور میں ان کی زندگی سے متعلقہ چند حالات و واقعات قلمبند کئے گئے ہیں۔

پیدائش و خاندان:

آپ 1936 میں ڈھولے والا تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور (بھارت) میں پیدا ہوئے یہ ضلع اس اعتبار سے بہت خوش نصیب ہے کہ اس کی سرزمین پر عقیدہ سلف صالحین کے حامل اور عادل علماء بڑے بڑے رجال، اہل قلم اور بہت سی ممتاز شخصیات پیدا ہوئیں۔ میرے والد محترم مولانا محمد حسین فیروز پوری کی پیدائش جس گھرانے میں ہوئی الحمدللہ پورا گھرانہ علمائے اہلحدیث کا معتقد اور قرآن و سنت کا عملی گہوارہ تھا۔ آپ کے والد بزرگوار احمد اللہ صاحب انتہائی نیک اور متقی شخص تھے توحید وسنت کی محبت، مسلک اہلحدیث کی حمیت اور دینی غیرت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ کی والدہ محترمہ بھی ایک نیک خاتون تھیں۔ ان کی خواہش تھی کہ آپ کی اولاد دینی علوم سے آراستہ ہو ان کی دعاؤں کے طفیل آپ چاروں بھائی بالترتیب مولانا جان محمدؒ، مولانا سردار محمد حلیم، مولانا محمد حسینؒ، اور مولانا قاری محمد ایوب

فیروزپوری حقیقی معنوں میں دین اسلام کے داعی و مبلغ اور عامل بن گئے۔

اور بہت ہی کم عرصے میں سب بھائیوں کا شمار ممتاز جید علماء دین میں ہونے لگا آپ کے سب سے چھوٹے بھائی۔ مولانا قاری محمد ایوب فیروزپوری ممتاز ماہر تعلیم سیاسی و مذہبی رہنما، اہل قلم اور مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مرکزی رہنما تھے۔ شعبہ صحافت میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ابا حضور مولانا محمد حسین عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنما اور طبی و روحانی معالج بھی تھے۔ اسی مناسبت سے آپ مولانا محمد حسین جناں والے کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت:

آپ فطری طور پر انتہائی ذہین تھے۔ آپ کی ذہانت حاضر جوابی برجستہ گوئی اور جرات مسلم تھی۔ آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھے اچانک نیند سے اٹھالیا جائے اور بیس افراد یکے بعد دیگرے سوالات کی بوچھاڑ کریں تو انشاء اللہ بھرپور جواب دینے کی استطاعت رکھتا ہوں پھر ابو کے چند دوستوں نے اس کا تجربہ بھی کر دیکھا تو حیرت انگیز طور پر آپ اپنے دعوے پر پورے اترے۔ آپ نے باقاعدہ طور پر کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ مختلف لائبریریوں سے کتب احادیث و قرآنی تفاسیر سے استفادہ کیا۔ آپ کی تربیت آپ کے والد محترم احمد اللہ صاحب نے کی۔ ان کے علاوہ جید علمائے کرام کی صحبت بھی حاصل رہی جن میں مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ پیر آف جھنڈا، پروفیسر عبداللہ بہاولپوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ہزاروی، صوفی محمد عبداللہؒ ماموں کانجن، مولانا احمد دین گکھڑویؒ، مولانا محمد علی سعیدیؒ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ وغیرہ علمائے کرام شامل ہیں۔

امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہؒ کی بیعت

قیام پاکستان کے بعد آپ اپنے خاندان کے افراد کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے راستے میں ہندوؤں اور سکھوں کے ظلم و ستم کا جوانمردی سے سامنا کیا آخر کار گوجرہ کے نواح میں چک نمبر 363 صوبے دار والا پہنچ کر وہاں عارضی سکونت اختیار کی۔ آپ نے صوفی محمد عبداللہ کی شہرت سنی، ایک روز پتہ چلا کہ امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ بغرض علاج گوجرہ میں مولانا محمد یعقوب کے مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں چنانچہ آپ اپنے بھائیوں مولانا جان محمدؒ، مولانا سردار محمد اور قاری محمد ایوب فیروزپوری کے ہمراہ ان کی عیادت و تیمارداری کیلئے تشریف لے گئے صوفی محمد عبداللہ صاحب سبھی سے بڑے حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آئے اور ان کا ماتھا چوما اور سر اپنی گود میں لیکر کہنے لگے " بیٹا تم جن نکالا کرو" تو آپ حیرت سے صوفی صاحب کا منہ تکنے لگے اور کہا " جی میں...... کیا آپ یہ حکماً فرما رہے ہیں یا......؟" تو صوفی صاحب مسکرا دیے اور پھر فرمایا " بیٹا تم جن نکالا کرو" اور پھر آپ کیلئے اللہ کے حضور دعا کی۔ یوں ابو کی زندگی میں ایک نئے باب کا آغاز ہو گیا اور امیر المجاہدین ولی کامل صوفی محمد عبداللہؒ سے جو عہد وفا باندھا تھا تو اس کی مرض الموت تک وفا کی اور انسانیت کی خدمت، عہد کی بجا آوری میں اپنی صحت کی بھی پرواہ نہ کی۔ آخری ایام میں جب ہم نے اپ کو کچھ دن آرام کا مشورہ دیا تو ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی ضرورت مند جو آس لیکر آتا ہے میرے دروازے سے ناکام واپس چلا جائے۔ صوفی صاحب سے ان کی زندگی تک ہی آپ کا تعلق نہیں رہا بلکہ اب تک جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی تعمیر و ترقی کیلئے سرگرداں رہے اور پھر گوجرہ سے چک نمبر 105/10R جہانیاں منتقل ہو گئے وہاں بھی آپ نے قرآن وسنت کی ترویج و ترقی میں اہم کردار کیا بعد ازاں 1956 میں عبدالحکیم میں آ کر مستقل طور پر آباد ہو گئے اور بقیہ زندگی یہیں بسر کی مزید برآں زندگی کے مختلف ادوار میں سندھ بھی آتے جاتے رہے۔ اور وہاں کتاب و سنت کی شمع روشن کی خصوصاً سکھر، نواب شاہ، بدین، وغیرہ مسلک حقہ کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور یہاں پہلی اہلحدیث مسجد کی بنیاد رکھی۔

انسانی ہمدردی:

1968ء میں ایک دفعہ آپ کے پاس ایک عمر رسیدہ بزرگ اپنی بچی کو لیکر آئے تاکہ جنات کا علاج کیا جا سکے۔ آپ نے بچی کو دم کیا اور ایک تعویذ چاندی میں بند کر کے گلے میں ڈالنے کو کہا تو وہ بزرگ رونے لگے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ بزرگ نہایت غریب آدمی ہے۔ اور ہفتہ بھر کی محنت و مشقت کرنے کے بعد آنے جانے کے کرائے کا بندوبست ہوا ہے چاندی کے تعویذ کیلئے رقم کہاں سے لائے؟ یہ سن کر

آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھے اچانک نیند سے اٹھا لیا جائے اور بیس افراد یکے بعد دیگرے سوالات کی بوچھاڑ کریں تو انشاء اللہ بھرپور جواب دینے کی استطاعت رکھتا ہوں پھر ابو کے چند دوستوں نے اس کا تجربہ بھی کر دیکھا تو حیرت انگیز طور پر آپ اپنے دعوے پر پورے اترے۔ آپ نے باقاعدہ طور پر کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ مختلف لائبریریوں سے کتب احادیث و قرآنی تفاسیر سے استفادہ کیا

آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فوراً جیب سے 50 پچاس روپے نکال کر دیئے اور کہا جاؤ اس سے تعویذ بھی لینا اور کھانے پینے کی کوئی شے بھی خرید کر گھر لے جاؤ یوں وہ بزرگ دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے آپ نے ساری زندگی کسی سے ہدیہ طلب نہیں کیا اور ہمیشہ لوگوں کو درباری چڑھاوے دینے سے منع فرمایا اور لوگوں کو شرک وبدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں توحید کی شمع روشن کر کے دی۔ اس موضوع پر بے شمار واقعات ضبط تحریر میں لائے جاسکتے ہیں۔ جو آئندہ کسی نشست میں سہی۔

سیاست میں حصہ:

آپ ذہنی طور پر مسلم لیگ کے حامی تھے اور قیام پاکستان سے لیکر آج تک مسلم لیگ کا ہر میدان میں بھرپور ساتھ دیا لیکن آپ حالات و واقعات کے مطابق جماعتوں سے وابستہ رہے جن میں مجلس احرار اسلام اور نظام اسلام پارٹی ہے۔ سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی سے آپ کے اچھے خاصے مراسم تھے ان سے ہمیشہ دوستانہ ماحول میں گفتگو فرماتے۔ جب انہوں نے نظام اسلام پارٹی کی بنیاد رکھی اور مشرقی پاکستان میں اس کا بازو قائم ہوا تو مغربی پاکستان میں پنجاب سے، مولانا محمد حسین، ڈاکٹر محمد شریف سلیم بشیر خاور ایڈووکیٹ، چوہدری محمد اسحاق وغیرہ فرزندان اہلحدیث بھی شامل ہو گئے جنہوں نے نظام اسلام پارٹی کے قیام و استحکام میں نہایت مخلصانہ کردار ادا کیا۔

(بحوالہ سیاسیات برصغیر میں اہلحدیث کا حصہ، مولانا قاضی محمد اسلیم سیفؒ)

پاکستان جمہوری پارٹی میں شمولیت:

بعد ازاں پانچ سیاسی جماعتوں نے اتحاد کر کے پاکستان جمہوری پارٹی تشکیل دی جس کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان تھے ابو جی نے اس اسٹیج سے بھی اپنی بھرپوری خدمات سرانجام دیں پارٹی کے دستور کی تشکیل سے لیکر بھٹوازم کے خاتمہ تک نوابزادہ صاحب کے شانہ بشانہ کام کیا، متعدد بار آپ گرفتار ہوئے لیکن مجال ہے کہ آپ کے عزم واستقلال میں ذرا بھر بھی کمی آئی ہو آپ نے ہر پلیٹ فارم پر جماعت اہلحدیث کو متعارف کروایا۔

بھٹو کی مخالفت:

آپ نے بھٹو کی غلط پالیسیوں سے ہمیشہ اختلاف کیا اور بھرپور مخالفت کی آپ بھٹوگردی کے ہمیشہ خلاف رہے اور طاقت کے بل بوتے پر عوام کو تنگ کرنے یا دوسرے غلط اقدامات کی زبردست مخالفت کی ایک موقع پر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنا خصوصی حفاظتی دستہ آپ کی گرفتاری کیلئے بھیجا لیکن اسی رات حکومت کا تختہ الٹ گیا آپ بھٹو کے خلاف ہر تحریک میں پیش پیش رہے اور کبھی جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت:

1953 میں تحریک تحفظ ختم نبوت بہت زور دار، موثر اور ہمہ جہتی تحریک تھی۔ آپ نے اس تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں اور سختیاں برداشت کیں۔ 1974 میں تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے بھرپور کردار ادا کیا اس تحریک کے نتیجہ میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

جمعیت اہلحدیث کے اتحاد کی کوششیں۔

آپ نے جمعیت اہلحدیث کے دونوں دھڑوں میں اتحاد کیلئے مصالحتی کوششوں کا آغاز کیا مقامی جماعت عبدالحکیم شہر نے آپ کا بھرپور ساتھ دیا آپ کی مساعی جلیلہ کی بدولت ہی مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا معین الدین لکھوی کو جماعتی اختلاف نمٹانے کیلئے ثالث مقرر کرنے پر راضی ہو گئے۔ (بحوالہ روزنامہ مشرق 2 جون 82۔ 17 جون، 9 جون 82۔ جنگ 21 جون 82)

آپ نے جماعت کے اتحاد کیلئے ملک بھر کے طوفانی دورے کئے آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں جمعیت اہلحدیث کے متحارب گروپوں میں مفاہمت کی بات چیت اس قدر آگے بڑھی کہ دونوں فریقین نے ثالثوں کی فہرستیں نمائندہ گروپ کے سپرد کر دیں (بحوالہ مشرق لاہور، 4 جولائی 1982) آج یہ انکشاف کرتے ہوئے مجھے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ جماعت عبدالحکیم نے جماعتی مصالحت کیلئے ملک بھر کے جتنے بھی دورے کئے یا علمائے کرام کو جمع کیا، ان کے قیام وطعام میڈیا کوریج، کرایہ جات و جملہ اخراجات ابا جی نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ اور جماعت پر بوجھ نہ بننے دیا اور اپنی زندگی میں کبھی اس راز سے پردہ نہ اٹھایا۔ آپ نے مسلک حقہ کی خدمت

> امیر المجاہدین ولی کامل صوفی محمد عبداللہؒ سے جو عہد وفا باندھا تھا تو اس کی مرض الموت تک وفا کی اور انسانیت کی خدمت، عہد کی بجا آوری میں اپنی صحت کی بھی پرواہ نہ کی۔ آخری ایام میں جب ہم نے اپ کو کچھ دن آرام کا مشورہ دیا تو ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی ضرورت مند جو آس لیکر آتا ہے میرے دروازے سے ناکام واپس چلا جائے

کو اپنا شعار بنایا آپ کی دینی و جماعتی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔

مسلکی حمیت:

ایک مرتبہ عبدالحکیم شہر میں بریلوی مکتب فکر کے ایک مقامی عالم نے علمائے اہلحدیث کے بارے میں دوران تقریر بدزبانی کی تو آپ سے برداشت نہ ہوا آپ نے اہلحدیث نوجوانوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی اور فوراً اس کا بطریق احسن جواب دیا اور ان کی کوتاہیوں اور غیر اسلامی رسومات کی نشاندہی کی اور ان پر خوب گرفت کی اسی طرح گذشتہ نگران دور حکومت میں جب گورنمنٹ نے مرزائیوں کو احمدی قرار دینے کا فیصلہ کیا تو آپ نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''قادیانی مرزائی غیر مسلم ہیں انہیں غیر مسلم ہی لکھا جائے نگرانوں نے اگر مرزائیوں کو احمدی قرار دینے کا نوٹیفیکیشن واپس نہ لیا تو منتخب حکومت کا انتظار کئے بغیر نگرانوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا جائے گا اور پھر حاضرین مجلس سے اس مقصد کیلئے جان و مال کی قربانی دینے کا عہد لیا۔

تاثیر خطابت:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطابت کی تمام دلربائیوں سے نوازا تھا اور اس قدر شیرینی اور مٹھاس بخشی تھی کہ انہیں جو سنتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ پاتے ہی نہیں بیگانے بھی ان کے اس وصف پر دنگ رہ جاتے سینکڑوں افراد نے ان کی تقاریر، بحث و مباحثہ اور حسن اخلاق و سیرت و کردار سے متاثر ہو کر مسلک اہلحدیث اختیار کیا حتیٰ کہ مفتی عبدالرحمٰن رحمانی (سابق دیوبندی) کا اہلحدیث ہونا بھی ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے آپ کی سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں اور ورکروں سے آشنائی تھی، اعلیٰ افسران، سیاستدانوں اور قائدین سے مراسم اور تعلقات تھے ہر مجلس میں ڈنکے کی چوٹ پر اپنے اہلحدیث ہونے کا اعلان کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر کوئی آپ کی حق گوئی و بیباکی کی بناء پر ان کی عزت و تکریم کرتا تھا دوست تو دوست دشمن سے بھی خندہ پیشانی سے ملتے تھے تاہم کسی جماعت یا شخصیت کے بارے میں اپنے مطالعہ یا تجربہ کی روشنی میں جو نظریہ قائم کر لیتے اس کا برملا اظہار فرماتے لیکن اس کے باوجود کسی سیاسی یا مذہبی تنظیم یا فرقہ کیخلاف کبھی تعصب کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ انہیں بھی ساتھ لیکر چلتے یہی وجہ ہے کہ تمام دینی و سیاسی حلقوں میں آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مخالفین اپنے جھگڑوں کے فیصلے آپ سے کرواتے تھے۔ آپ فرقہ واریت، لسانی و مذہبی تعصبات اور قتل و غارت کے خلاف تھے آپ ہمیشہ لوگوں کو امن و سلامتی اور محبت و اخوت سے رہنے کی تلقین کرتے۔ 97-1996 میں جماعت الدعوۃ اور کالعدم سپاہ صحابہ کے کارکنوں کے درمیان مسجد کے تنازعہ میں خونریز تصادم کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا دونوں فریقین نے آتشیں اسلحہ نکال لیا بات بزرگوں تک پہنچی تو اس وقت جماعت الدعوۃ کی ترجمانی اور مخالف فریق سے گفت و شنید کیلئے کوئی تیار نہ تھا اس موقع پر سب کی نظروں کا محور و مرکز آپ ہی تھے جو ہر فرقہ کیلئے قابل قبول ہستی تھی آپ نے دونوں فریقین میں صلح کروائی۔ اور اس معاملہ کو اپنی کمال دانشمندی اور دانائی سے سلجھا کر شہری امن کو تباہ ہونے سے بچالیا، آپ کی سیاسی بصیرت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ (سابق) وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری غلام حیدر وائیں مرحومؒ اہم قومی و سیاسی و تنظیمی امور پر آپ سے ضرور صلاح مشورہ کرتے تھے۔ اسی طرح جنوبی پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کے اہم قومی رہنماؤں کی بے مثال کامیابیوں کا سہرا آپ کے سر ہے۔ لیکن اس کے باوجود کبھی کسی حکومتی عہدیدار سے کوئی ذاتی مفاد حاصل نہیں کیا بلکہ بے لوث اور مخلص ہو کر ملک و قوم کی خدمت کی۔

اولاد:

آپ کی اولاد میں تین بیٹیاں ہیں جبکہ دو بیٹے، محمد حسنین اتحادی اور راقم الحروف ہیں۔ اللہ ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق و استقامت علی الحق عطا فرمائے آمین۔

سادگی:

بڑے بڑے نامور سیاستدانوں، علمائے کرام اور اعلیٰ افسران سے گہرے مراسم تھے لیکن آپ نے ان سے ملاقات کیلئے کبھی خصوصی اہتمام نہیں کیا۔ عوامی گفتگو اور سادہ طرز زندگی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا، سادہ خوراک استعمال کرتے تھے ہاتھ میں چھڑی، سر پر ٹوپی، کندے پر عموماً سرخ رومال رکھتے، اور تہبند باندھتے تھے۔ دینی رسائل اہلحدیث، الاعتصام، الدعوۃ، اخبارات نوائے وقت، خبریں و جنگ کا باقاعدہ مطالعہ کرتے تھے۔ یوں تو آپ کا حلقہ احباب بیحد وسیع ہے مگر اختصار کے ساتھ نام لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

قاضی محمد اسلم سیفؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا ارشاد الحق اثری ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، پروفیسر ساجد میر، میاں محمد جمیل، پروفیسر حافظ محمد سعید،

> 1953 میں تحریک تحفظ ختم نبوت بہت زوردار، موثر اور ہمہ جہتی تحریک تھی۔ آپ نے اس تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں اور سختیاں برداشت کیں۔ 1974 میں تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے بھرپور کردار ادا کیا اس تحریک کے نتیجہ میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

پروفیسر ظفر اللہ، غلام مصطفیٰ جتوئی، غلام مصطفیٰ کھر، مولانا محمد رفیق مدنپوریؒ، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا عبدالرشید حجازی، قاری عبدالحفیظ، سید فخر امام، جاوید ہاشمی، مولانا عبدالرشید حنیف، مولانا عبدالغفور ناظم آبادی، مولانا میاں فضل حق، مولانا یوسف انور، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، ایم حمزہ، پروفیسر سید طالب الرحمٰن، حافظ انور ساجد، برق التوحیدی، سعید الفتحؒ، نوابزادہ نصر اللہ، مولانا عبدالرحیم اشرف، کے علاوہ لکھوی، روپڑی اور غزنوی خاندان سے بھی تعلقات تھے۔ علاوہ ازیں اہم سعودی شخصیات خصوصاً امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل آپ کی زندگی میں آخری مرتبہ پاکستان آئے تو آپ سے ملنے کیلئے عبدالحکیم تشریف لائے تھے۔

فریضہ حج کی ادائیگی

1992 میں آپ فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے سعودی عرب تشریف لے گئے۔ اب ادائیگی عمرہ کا ارادہ تھا لیکن زندگی نے مہلت نہ دی۔

آپ زندہ دل اور ہنس مکھ شخصیت کے مالک تھے جس روز نشتر ہسپتال منتقل کرنا تھا گھر میں کسی عزیز نے کہا جوتا تبدیل کر لیں تو باوجود شدید تکلیف کے کہنے لگے "میں کیہڑا امکلا والیں جاناں اے" تو سب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور آپ کو زندہ دلی کی داد دی جب موڈ میں ہوتے یا مجلس ایسا رنگ اختیار کر لیتی تو وہ بے شمار ایسے سبق آموز واقعات سناتے کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے۔

دلوں کو کرتی ہے تسخیر گفتگو اس کی
ہر اک شخص کو رہتی تھی آرزو اس کی

ذاتی طور پر میرے لئے آپ ایک مشفق باپ ہی نہیں بلکہ بہترین دوست اور راز داں کی حیثیت بھی رکھتے تھے جب کبھی کوئی پریشانی یا مسئلہ ہوتا تو بلا جھجک آپ کے سامنے بیان کر دیتا میری غلطی ہوتی تو اس کی اصلاح فرماتے ورنہ اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیتے

آج زندگی کے ہر موڑ پر اس شجر سایہ دار کی شدید کمی محسوس ہوتی ہے۔

وہ دن وہ محفلیں وہ شگفتہ مزاج لوگ
موج زمانہ لے گئی کیا جانے کس طرف

بیماری اور وفات:

ابو جی رحمہ اللہ تعالیٰ عرصہ دراز سے شوگر، بلڈ پریشر اور عارضہ قلب کے مریض تھے۔ وفات سے ایک سال قبل ملتان کے ہارٹ اسپیشلسٹ نے سال بھر کیلئے مکمل آرام کا مشورہ دیا گھر آ کر آپ اپنے معمولات زندگی روٹین کے مطابق سرانجام دیتے رہے۔ کبھی کبھی طبیعت خراب ہو جاتی تھی لیکن ہم سب کی کوشش کے باوجود آرام کرنے پر راضی نہ ہوئے اور جذبہ خدمت خلق کو اپنائے رکھا اور اپنی صحت کی بھی پرواہ نہ کی۔ ماہ اگست 98ء میں لاہور سے چیک اپ کروائے لیکن

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

26 اکتوبر 98ء کو مرض شدت اختیار کر گئی بذریعہ ایمبولینس نشتر ہسپتال ملتان منتقل کیا گیا جہاں کارڈیالوجی وارڈ میں ایک ہفتہ زیر علاج رہنے کے بعد مورخہ 3 نومبر 98ء کی شب تقریباً 9 بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے لا مکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

جماعتی مصالحت کیلئے ملک بھر کے جتنے بھی دورے کئے یا علمائے کرام کو جمع کیا، ان کے قیام و طعام میڈیا کوریج، کرایہ جات و جملہ اخراجات اباجی نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ اور جماعت پر بوجھ نہ بننے دیا اور اپنی زندگی میں کبھی اس راز سے پردہ نہ اٹھایا

اگلے روز سہ پہر کے وقت غلہ منڈی کے وسیع گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ استاد المکرم مولانا عبدالرشید صاحب ہزاروی نے پڑھائی مولانا بھی روئے اور جنازہ پڑھنے والوں کی آنکھوں سے بھی ساون کی جھڑیاں لگ گئیں اور آپ کو نماز عصر کے قریب رحمت باری کے سپرد کر دیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ تیرے گھر کی نگہبانی کرے

ابو جی مرحوم ہو چکے اور ہمارے درمیاں سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے البتہ ان کے کارنامے، ان کے افکار دل و دماغ پر نقش ہیں۔ (مولانا قاری محمد ایوب فیروز پوری اور آپ کی مفصل سوانح حیات زیر ترتیب ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ اسے جلد تکمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین) مجھے یقین ہے کہ ان کے حلقہ احباب میں اصحاب علم و قلم ان کی زندگی سے متعلقہ اہم واقعات کو راز سینہ بنائے رکھنے کی بجائے زینت قرطاس بنائیں گے اور اپنی نگارشات راقم الحروف کو بھی ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی دینی اور جماعتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ اور بشری لغزشوں سے صرف نظر فرما کر آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم

☆☆☆☆☆☆☆